سوال

(1171)"تین بیٹیوں والے پے آگ حرام ہے" حدیث

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

حدیث میں آیا ہے کہ ''جس کی تین بیٹیاں ہوں اور وہ ان پر صبر کرے، انہیں کھلائے پلائے اور پہنائے، تو وہ اس کے لیے آگ سے پردہ ہوں گی۔'' (المعجم الکبیر للطبرانی: 300/17، حدیث: 830۔) کیا یہ خوشخبری صرف والد کے لیے ہے یا ماں بھی اس میں شریک ہے؟ میرے ہاں بحمداللہ تین بیٹیاں ہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

(1) یہ حدیث ماں اور باپ دونوں کے لیے عام ہے۔ اس کے الفاظ یوں ہیں:

(مَن كَانَت لَهُ ابْنَتَانِ فَأَحْسَنَ إِلَيْهِمَا كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ)

''جس کی دو بیٹیاں ہوں اور پھر وہ ان کے ساتھ احسان کا معاملہ کرے تو وہ اس کے لیے آگ سے حجاب اور پردہ ہوں گی۔'' (بعینہ الفاظ مجھے نہیں مل سکے البتہ اس کے ہم معنی الفاظ/روایات مندرجہ ذیل مقامات پر دیکھ سکتے ہیں۔ اکثر روایات میں ''من ابتلی من هنده البنات'' کے الفاظ ہیں دیکھیے: (صحیح بخاری، کتاب الزکاة، باب اتقوا النار ولو بشق تمرة، حدیث: 1352 و صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والاداب، باب فضل الاحسان الی البنات، حدیث: 2629 مسند الطیالسی: 225/1، حدیث: 1614 المعجم الکبیر للطبرانی: 392/23، حدیث: 938۔)

اس میں عموم ہے۔ اگر کسی کی بہنیں یا پھوپھیاں یا خالائیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرے، تو بھی اس اجر عظیم کا مستحق ہوگا اور جہنم سے روک لیا جائے گا اور اس کے اور جہنم کے درمیان رکاوٹ پیدا کر دی جائے گی، یہ اس کے پاکیزہ عمل کا بدلہ ہوگا۔ اور یہ اجر صرف مسلمانوں ہی کے لیے خاص ہے۔ لہذا اگر مسلمان اللہ کی رضا کے لیے یہ نیکیاں کمائے تو گویا اس نے اپنے لیے جہنم سے بچاؤ کا سبب پا لیا۔

جہنم سے بچاؤ اور جنت میں داخلہ کے کئی اسباب ہیں۔ ایک صاحب ایمان کی کثرت سے بیٹیاں ہوں، بہنیں ہوں، یا تین بچے جو بلوغت سے پہلے فوت ہو جائیں وہ اس کے لیے جہنم سے پردہ بن جائیں گے۔ صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اور (اگر کسی کے) دو (فوت ہوئے) ہوں؟ فرمایا: ''دو بھی''۔ صحابہ نے ایک کے متعلق سوال نہیں کیا۔ (مگر یہ معنی و مفہوم دوسری حدیث سے نکلتا ہے) آپ سے صحیح سند سے ثابت ہے، (صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب فضل من مات لہ ولد فاحتسب، حدیث: 1192 سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، جاء فی ثواب من احسیب بولدہ، حدیث: 1606 (اس میں ایک بچے کا بھی ذکر ہے) صحیح ابن حبان: 7/206، حدیث: 2944۔) فرمایا

(يقول الله عزوجل : مالعبدى المومن جزاء إذاأخذت صفية من أهل الدنيا فاحتسب إلا الجنة)

''اللہ عزوجل نے فرمایا ہے، میں اپنے بندے سے جب اس کی اہل دنیا میں سے کسی محبوب چیز کو لے لوں اور پھر وہ اس پر ثواب کا امیداوار ہو تو اس کے لیے جنت سے ورے اور کوئی بدلہ نہیں۔''

توان شاءاللہ اس حدیث کی روشنی میں ایک بچہ بھی اگر فوت ہوجائے اور پھر اس کی ماں یا باپ یا دونوں ہی صبر کریں توان دونوں کے لیے اللہ کے فضل سے جنت ہے۔ اور یہی حکم شوہر، بیوی واقارب کے امیداوار ہوں تو اس حدیث کی روشنی میں اس خوشخبری میں داخل ہوں گے، بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے بچتے ہوئے ان کی وفات ہو۔ ہم اللہ تعالیٰ سے سلامتی کا سوال کرتے ہیں۔

(2) بیٹیوں کے ساتھ احسان کے معنی :

ان کے ساتھ احسان کے معنی ہیں کہ ان کی تربیت اسلامی اصولوں پر کی جائے، حق پر ان کی پرورش ہو، انہیں عفیف وپاک دامن رکھا جائے، اظہار وزینت وغیرہ کے اعمال سے بچایا جائے۔ اور یہی عمل بہنوں کے علاوہ لڑکوں کے ساتھ بھی اسی طرح کا احسان وسلوک کرنا چاہیئے، حتیٰ کہ ان سب کی اٹھان اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت پر ہو، حرام کاموں سے بچنے والے اور اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے والے ہوں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اس احسان کے معنی صرف کھلانے پلانے اور لباس تک محدود نہیں ہیں، بلکہ اس کے معنی اس سے وسیع تر ہیں کہ دین ودنیا کے سبھی معاملات میں ان کے ساتھ احسان کیا جائے۔

(3) کیا ان وعدوں کے حصول کے لیے کبیرہ گناہوں سے بچنا شرط ہے؟

ہاں، یہ ایک اہم اصول وقاعدہ ہے اور اہل السنۃ کا اس پر اجماع ہے کہ رب تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغفرت یا جنت یا جہنم سے نجات کے جو وعدے کیے ہیں وہ سب مشروط ہیں اس بات سے کہ آدمی کبیرہ گناہوں سے بچنے والا ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

إِن تَجتَنِبوا كَبائِرَ ما تُنهَونَ عَنهُ نُكَفِّر عَنكُم سَيِّـٔاتِكُم وَنُدخِلكُم مُدخَلًا كَريمًا ٣١ ... سورة النساء

''اگر تم منع کیے گئے کبیرہ گناہوں سے بچو گے، ہم تمہاری دوسری غلطیاں معاف کردیں گے اور تمہیں عزت والی جگہ میں داخل کریں گے۔''

یہ دلیل ہے کہ جو کبیرہ گناہوں سے اجتناب نہیں کرے گا، اسے یہ جزا بھی حاصل نہ ہوگی۔ کیونکہ 'ان تجتنبوا' شرط اور اس کے بعد 'نکفر عنکم' اس کی جزا اور جواب شرط ہے۔

الغرض صاحب ایمان مرد اور اسی طرح عورت سب کے لیے واجب ہے کہ کبائر سے ڈرتے رہیں اور بچیں۔

کبائر یا کبیرہ گناہوں سے مراد وہ بڑے گناہ ہیں جن پر اللہ اور رسول کی طرف سے لعنت، غضب یا جہنم کی وعید سنائی گئی ہے، یا جن پر دنیا میں کوئی حد مرتب ہوتی ہے جیسے کہ زنا اور چوری ہے۔ اسی طرح ماں باپ کی نافرمانی، قطع رحمی، سودخواری، یتیم کی مال ہڑپ کرجانا، غیبت، چغل خوری اور گالی گلوچ وغیرہ سب کبیرہ گناہ ہیں، لہذا ان سے بچنا واجب ہے۔ اگر پہلے کوئی سرزد ہوا ہو تو اس سے توبہ کرنی چاہیئے۔

صحیح حدیث میں ہے :

(الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ إِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ إِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ مالم تُغشَ الكبائر۔ یا۔ مَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ)

''پانچ نمازیں، ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک کے مابین کے لیے کفارہ ہیں، جب تک کہ کبائر سے اجتناب کیا جائے۔'' (صحیح مسلم، کتاب الطھارۃ، باب الصلوات الخمس و الجمعۃ الی الجمعۃ حدیث: 233، سنن الترمذي، ابواب اصلاۃ، باب فضل الصلوات الخمس، حدیث: 214(مختصرا) مسند احمد بن حنبل: 400/2، حدیث: 9186)

اور یہ حدیث مذکورہ بالا آیت کریمہ کے عین مطابق ہے۔

اور ایک حدیث اس طرح ہے کہ آپ علیہ السلام نے وضو کر کے دکھلایا اور فرمایا: ''جس نے وضو کیا اور عمدہ وضو کیا تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں جب تک کہ "مقتلہ" یعنی کبیرہ کا مرتکب نہ ہو۔'' (مسند البزار: 491/6، حدیث: 2526، مسند احمد بن حنبل: 439/5، حدیث: 23769 وشعب الایمان للبیھقی: 96/3، حدیث: 2985.)

الغرض ہر مومن اور مومن عورت پر لازم ہے کہ خیرات کمانے میں بھرپور کوشش کرے، اعمال صالحہ میں محنت کرے، برائیوں اور گناہوں سے بچے، بالخصوص کبیرہ گناہوں سے بہت ہی احتیاط کرے۔ کیونکہ ان کا انجام بڑا خطرناک ہے، اگر اللہ تعالیٰ معاف نہ فرمائے۔ خواہ یہ شرک سے کم تر ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

إِنَّ اللَّهَ لا يَغفِرُ أَن يُشرَكَ بِهِ وَيَغفِرُ ما دونَ ذٰلِكَ لِمَن يَشاءُ ... ٤٨ ... سورة النساء

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس بات کو ہرگز نہیں بخشے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے، اور اس کے علاوہ کو جس کے لیے وہ چاہے گا بخش دے گا۔''

ھذا ما عندي واللہ اعلم بالصواب

احکام و مسائل، خواتین کا انسائیکلوپیڈیا

صفحہ نمبر 822

محدث فتویٰ